کبیر کے خیالات کا مجموعہ بیجک ہے جس کے دو حصے ساکھی اور سبد ہیں۔

ان کے کچھ بھجن گرو گرنتھ صاحب اور پنچ وانی میں جمع ہیں۔

گرو گرنتھ مجموعہ گرو اور ارجن دیو کا ترتیب دیا ہوا ہے۔

کبیر کے پیغامات میں برہمن وادی ہندو دھرم اور اسلام کے دونوں کی عبادتوں پر ضرب لگایا گیا ہے۔ان کے ذریعہ تخلیق کی گئی زبان عام بول چال کی ہندی تھی۔ کبھی کبھی انہوں نے ایسی زبان کا بھی استعمال کیا ہے جن کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

کبیر کے کچھ انقلابی دوہے:

1 پاہن پوجے ہری ملے، تو میں پوجوں پہاڑ
تاتے یہ چکی بھلی، پیسی کھائے سنسار

2 پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا، پنڈت بھیانہ کوئے
ڈھائی آکھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے

3 گرو گووند دوؤ کھڑے کا کے لاگوں پائے
بلی ہاری گرو آپ نو جن گووند دیو بتائے

4 کانکر پاتھر جوری کے مسجد لئی بنائے
تا چڑھی ملا بانگ دے، کیا بہرا بھیا خدائے

کبیر رامانند کے شاگرد تھے اور رام نام کے جپ میں یقین رکھتے تھے، لیکن ان کے رام ایودھیا کے راجہ دشرتھ کے بیٹا نہیں تھے۔انہوں نے رام کو اس شکل میں پیش کیا:

دسرتھ کے گرہ برہم نہ جنمے
ای چھل مایا کینہا

یہ دشرتھ کے بیٹے رام کو وشنو کا اوتار بھی نہیں مانتے تھے—

چاری بھجا کے بھجن میں بھول پڑا سنسار
کبیرا سو میرے تاہی کو جا کی بھجا اپار

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

دریا صاحب خدا کی وحدانیت کے قائل تھے۔ان کے مطابق خدا ہر جگہ موجود ہے۔ویداور قرآن میں اس کی جھلک اور روشنی ہے۔ایشور نرنکار ہے۔انھوں نے اوتار کی پوجا کو غلط مانا۔انہوں نے صرف پریم بھکتی اور علم وعرفان کو ہی نجات کا ذریعہ مانا۔ان کے مطابق پریم کے بغیر بھکتی ممکن نہیں اور بھکتی کے بغیر علم ادھورا ہے۔ایشور سے پریم گناہ سے بچاتا ہے اور ایشور کو پہچاننے میں مددگار ہوتا ہے۔علم کتابوں میں نہیں بلکہ بیداری میں ہے جب کہ یقین ایشور کے تئیں خود سپردگی میں ہے۔دریا صاحب نے ذات پات، چھواچھوت وغیرہ سے اختلاف کیا۔ان کے نظریہ پر اسلام کا اور نرگن بھکتی کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ان کے پیروکاروں میں دلت طبقہ کی تعداد زیادہ تھی۔

دریا صاحب کے نظریات بہار کے مغربی حصے یعنی آرہ، بکسر، رہتاس اور بھبھوا ضلع میں مقبول تھے۔انہوں نے شاہ آباد کے علاقے میں مٹھ بھی قائم کیے تھے۔ان کا اثر بنارس تک تھا۔

دریا صاحب کی تعلیمات کے کچھ حصے—

ایک برہما شکل گھٹ واسی، ویدہ کتیبہ دنوں پرناسی
برہما دس، مہیشور دیوا، سبھا ملی کرتیتھن جیوتی کے سیوا
تین لوگ سے باہرے سودس گرو کا دیش
تیرتھ بست، بھکتی، بینو پھیکا اور پڑھئ پاکھنڈ پتھل کا پوجا

صوفی واد

مشترکہ تہذیب کا سب سے زیادہ اثر صوفی واد کے فروغ میں دیکھنے کو ملتا ہے۔بھکتی صوفیوں اور سنتوں میں کافی یکسانیت تھی۔دونوں کے درمیان مسلسل خیالات کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔صوفی ظاہری اشیا کے بدلے خدا کی وحدانیت، عشق اور انسانوں سے رحم وہمدردی کو اہمیت دیتے تھے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

خانقاہ

صوفی سنتوں کے ذریعہ جہاں اسلام اور اسرار وافکار کی تعلیم دی جاتی تھی اس میں سبھی طبقے کے لوگ تعلیم حاصل کر تے تھے۔استاد کو پیر اور شاگرد کو مرید کہا جاتا تھا۔

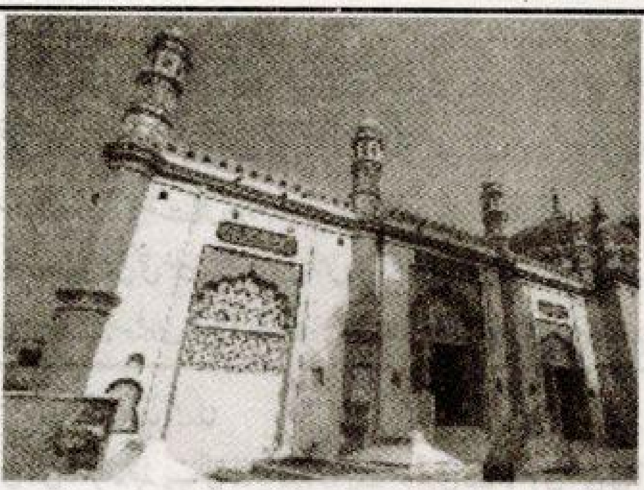

پھلواری شریف خانقاہ

پھلواری شریف خانقاہ عہد وسطیٰ میں تعلیمی جگت کا ایک اہم مرکز ہے۔ یہاں دور دور سے شاگرد عربی اور فارسی کی تعلیم لینے آتے تھے۔ یہاں پیری مریدی کے رواج کا بہترین طریقے سے چلن رائج تھا۔اس خانقاہ کی لائبریری عہد وسطیٰ کے ادب پاروں اور مخطوطات کے لئے بہت مشہور ہے۔اس کتب خانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں مغل بادشاہ اورنگ زیب کا لکھا ہوا قرآن شریف کا نسخہ محفوظ ہے۔اس خانقاہ میں عربی اور فارسی زبانوں کی جان کاری حاصل کرنے راجہ رام موہن رائے آئے تھے۔

اس خانقاہ کی لائبریری تقریباً 400 سال پرانی ہے۔اس میں تقریباً 4 ہزار مخطوطات محفوظ ہیں۔اس لائبریری میں مٹی چینی پر قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہاں لگ بھگ بیس ہزار اسلامی اور فارسی ادب پر کتابیں موجود ہیں۔یہ خانقاہ آج بھی اسلامی تعلیم کا خاص مرکز ہے۔آج بھی یہاں ملک کے ریسرچ اسکالر آتے رہتے ہیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ان کی کچھ ہندی تخلیقات اور تعلیمات کے کچھ حصے دیکھیں:

شرفا گور ڈراون، کس ادھیاری رات برنا پوچھے کوئی، کون تمہاری ذات۔ ہردی میں دیکھ لو بہار سانور گوریوں، بیری بیری کر ہے سنگار سانور گوریوں۔ در گیو جیرا، اناٹ گیہو نیندیاں، سوتے وری اتوں پکار سودا گوریو۔ خوب حیات آج ہوری رچے گی۔

کیا آپ جانتے ہیں ؟

بہار شریف میں حضرت منیریؒ صاحب کا مزار شریف (درگاہ) ہے۔ ان کے بغل میں ان کی ماں رضیہ بی بی کا مزار ہے۔ بی بی رضیہ صوفی فقیر پیر جگ جوت کی دختر تھیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

(ج)	نانک دیو	(iii)	آسام
(د)	ایک ناتھ	(iv)	راجستھان
(ہ)	میرابائی	(v)	مہاراشٹر
(و)	دریاصاحب	(vi)	پنجاب

3 آیئے غور کریں: 200 لفظوں میں جواب دیں

(1) ہندوستان میں ملی جلی تہذیب کا فروغ کیسے ہوا ؟ روشنی ڈالئے۔

(2) نرگن بھکتی سنتوں کی ہندوستان میں ایک اچھی روایت رہی ہے، کیسے ؟

(3) بہار کے سنت دریاصاحب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟ لکھئے۔

(4) منیری صاحب بہار کے عظیم صوفی تھے، کیسے ؟

(5) مہاراشٹر کے بھکتی سنتوں کی کیا خصوصیات تھیں ؟

4 قابل غور نکتے

(1) عہدوسطیٰ کے بھکتی سنتوں میں کچھ فرق کو چھوڑ کر ایک جیسی خصوصیات تھیں، کیسے ؟

(2) شنکراچاریہ نے ہندوستان کو تہذیبی سطح پر ایک کرنے کی کوشش کی، کیسے ؟

(3) کیا آپ کے گاؤں کے پجاری نے عہدوسطیٰ کے سنتوں کی طرح کرم کانڈ، ذات پات اور ڈھکوسلہ وغیرہ کی مخالفت کی، اگر نہیں تو کیوں ؟

(4) کیا آپ نے ہندو اور مسلمانوں کو ساتھ رہتے دیکھا ہے ؟ ان میں کیا کیا یکسانیت ہے ؟

(5) تہذیبی طور پر بھی مذہبی پیشواؤں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے آپ کیا کیا کرنا چاہیں گے جس سے خوشگوار ماحول سازگار ہو ؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

ان علاقوں میں تہذیبی زندگی کی بنیاد خاص طور پر مستحکم ہوئی۔

زبان اورادب

علاقائی زبانوں کا آغاز تقریباً آٹھویں سے دسویں صدی کے درمیان ہوا۔ کئی صوبوں میں سنسکرت کے ساتھ تمل، کنڑ اور مراٹھی کا استعمال کیا جاتا تھا۔ وجے نگر میں تیلگو ادب کا فروغ ہوا۔ بہمنی حکومت میں مراٹھی حکومت کی زبان رہی۔ بعد میں ان زبانوں کے فروغ میں مسلم حکمرانوں نے بھی رول ادا کیا۔ مثال کے طور پر بنگال کے حکمراں نصرت شاہ نے رامائن اور مہابھارت کا بنگالی زبان میں ترجمہ کرایا۔

دلی کے حکمرانوں نے زبان وادب کے فروغ کی راہ ہموار کی جس کے سبب ہندی، اردو اور بنگلہ جیسی دوسری علاقائی زبانوں کو پہچان ملی۔ عام آدمی مختلف علاقوں میں الگ الگ بولیاں بولتے تھے جو مجموعی روپ میں اپ بھرنش کہلاتی تھیں۔ اسی اپ بھرنش سے اردو، ہندی، پنجابی، بنگلہ وغیرہ زبانوں کی پیدائش ہوئی۔ اردو ایک ملی جلی (جس میں عربی فارسی اور ترکی شامل ہے) زبان ہے۔ اس کا رسم الخط فارسی ہے، لیکن قواعد کے ضابطے دوسری زبانوں کی طرح ہیں۔ فارسی کی ترقی کے لئے لاہور پہلا مرکز بنا۔

اردو زبان کی پیدائش اور فروغ گیارہویں صدی سے شروع ہوا۔ اس کے دو اسباب تھے۔ پہلا مختلف مادری زبان والے فوجی آپس میں بات چیت کے لئے جس زبان کا استعمال کرنے لگے وہ اردو کہلائی۔ اردو کا لفظی معنی لشکر یا خیمہ ہے۔ دوسرے صوفیوں اور سنتوں کے ذریعہ مذہبی تعلیمات عام کرنا تھا۔ چودھویں صدی میں امیر خسرو نے اس زبان کو ریختہ اور ہندوی کا نام دیا اور یہ کہا:

> **امیر خسرو کی کچھ اور اردو نظموں کو جمع کریں۔**

گوری سووے سیج پر
مکھ پر ڈارے کیش
چل خسرو گھر آپنے
رین بھئی چھو دیس

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

نثری ادب اور تاریخ نویسی کا فن بھی اس عہد میں پھولا پھلا۔ ضیاء الدین برنی، عفیف اور عصامی اس دور کے مشہور تاریخ داں تھے۔ ضیاء نقشوی نے ''طوطی نامہ'' کی تصنیف کی جس میں تو تا ایک ایسی عورت کی کہانی سناتا ہے جس کا شوہر سفر میں گیا ہوا تھا۔ یہ کہانی اصلی شکل میں سنسکرت میں تھی، جس کا ضیاء الدین نقشوی نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔

سلطنت کے دور میں ہندی ادب کی ترقی کی جو ابتدا ہوئی تھی، اس میں مغل عہد میں کافی تیزی آئی۔ اس عہد میں ہندی صرف دربار اور شاہی محلوں تک محدود نہ رہ کر ایک عام زبان کے طور پر عوام میں پھیلنے لگی۔ سبھی مغل حکمرانوں نے ہندی کا تحفظ کیا، لیکن اکبر کے دور میں یہ عروج پر پہنچی۔ سولہویں سترہویں صدی میں علاقائی زبانوں میں نکھار آیا اور عمدہ ادب پارے سامنے آئے۔ بنگالی، اڑیہ، ہندی، راجستھانی اور گجراتی زبانوں کے ادب پاروں میں کرشن اور گوپیوں کی لیلا اور بھاگوت کی کہانیوں کا کافی استعمال ہوتا رہا۔ اس وقت جون پور کے ملک محمد جائسی کی 'پدماوت' کا بنگلہ ترجمہ ہوا۔ اس میں علاء الدین خلجی کی چتوڑ مہم کو بنیاد بنا کر ہندو ملکوں کے اصولوں اور فلسفوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

عبدالرحیم خان خاناں

اکبر کے نورتنوں میں سے ایک عبدالرحیم خان خاناں تھے جو رحیم کی تخلص سے مشہور تھے۔ انہوں نے ہندی میں بہت سے دوہے تخلیق کیے۔ ان کے دوہے آج بھی ہمارے سماج میں رائج ہیں اور لوگ انہیں بہت توجہ سے سنتے اور سناتے ہیں۔

رحیمن و پدا ہو بھلی
جو تھوڑے دن ہوئے
ہت ان ہت یا جگت میں
جان پڑے سب کوئے
بگڑی بات بنے ناہی
لاکھ کریں کی ہوئے

گوسوامی تلسی داس

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

نے مذہبی جذبات سے جڑی شاعری بھی کی جو عوام کو بہت متاثر کرتی ہے۔ ودیاپتی کی تخلیق جس میں انہوں نے گنگا ندی کے تئیں اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے وہ یہ ہے:

بڑ سکھ سار پاؤں تو تیرے

چھوڑیت نکٹ نین بہو تیرے

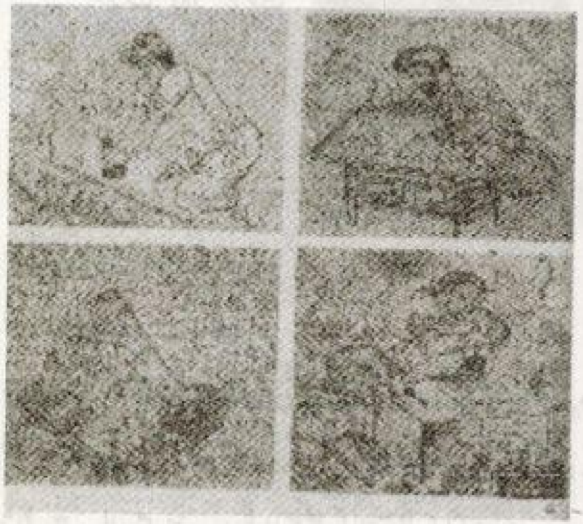

عہد سلطنت کی مصوری کے نمونے

اسی طرح زمانہ قدیم سے چلی آ رہی مگدھی زبان نے مگہی کی شکل اختیار کر لی اور اس کے آپ بھرنش سے پیدا ہونے والی بولیوں میں بھوجپوری، بہار کے مغربی اور اتر پردیش کے مشرقی علاقے میں بولی جاتی ہے۔ بھوجپوری زبان کی نشو نما تقریباً آٹھویں صدی میں ہوئی تھی۔ اگر چہ بھوجپوری ادب کی سلسلہ وار تاریخ نہیں ملتی ہے اور اس کا تحریری ادب کم دستیاب ہے، لیکن اس کی زبانی روایت لوک گیتوں اور لوک کتھاؤں کی شکل میں کافی مقدار میں موجود ہے۔ کبیر اس عہد کے معروف شاعر تھے جن کے دوہے آپسی بھائی چارہ اور مذہبی رواداری کی مثالیں ہیں۔

اس طرح اردو، ہندی، بھوجپوری، میتھلی اور بنگلہ وغیرہ زبانوں اور ان کے ادب کے فروغ میں اس صوبہ کا اہم رول رہا ہے اور اس میں ترک اور مغل حکمرانوں کا بھی تعاون حاصل رہا ہے۔

مصوری کا فن

عہد وسطیٰ سے قبل ہندوستان میں مصوری کو راجاؤں کی سرپرستی حاصل تھی۔ جین، بودھ، راج پوت اور دوسرے ہندو راجاؤں نے قدیم بھارت میں فن مصوری کے فروغ میں اہم کردار نبھایا۔ ساتویں آٹھویں صدی کی تصویریں ہندوستان میں

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

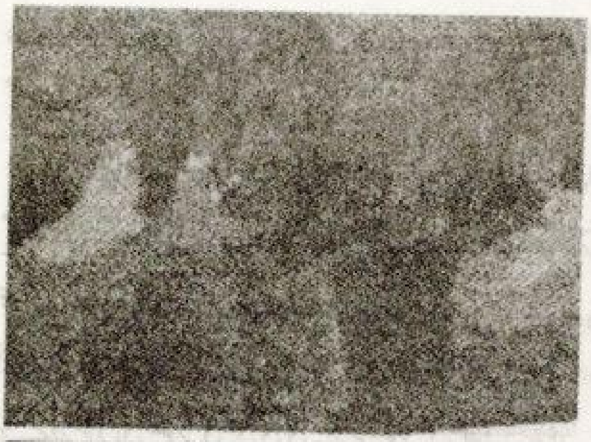

دور مغلیہ کی مصوری اور پہاڑی مصوری میں کیا فرق ہوتا ہے؟

اکبر کے دور حکومت میں فن مصوری کا جو فروغ ہوا، اس میں اکبر کی ذاتی دلچسپی کو خاص دخل ہے۔ اکبر کے زمانے میں چوڑے برش کے برعکس گول برش اور گہرے نیلے اور لال رنگ کا زیادہ استعمال کیا جانے لگا۔ اس کے دربار میں جسونت اور دساؤن نام کے معروف مصور تھے، جنہوں نے فارسی کہانیوں کو تصویروں میں زندہ کرنے کا کام کیا۔ ''مہابھارت'' اور ''اکبرنامہ'' جیسی تخلیقات کی مصوری انہیں ہی سونپی گئی تھی۔ اس عہد میں یوروپی فن مصوری کا اثر مغل مصوری پر دکھائی دیتا ہے۔ یوروپی مصوری کے نمونے وہاں کے فن کاروں (پرتگالی) نے اکبر کے سامنے پیش کیے۔ ان میں سے مغلوں نے دو خوبیوں کو اپنایا۔ پہلی خوبی کسی خاص آدمی کی تصویر بنانا تھا۔ دوسری خوبی مناظر میں آگے دکھنے والی چیزوں کو چھوٹے سائز میں پیش کرنا تھا۔ مغل عہد میں شکار کے مناظر، پرندوں اور پھولوں کی تصاویر خاص طور سے بنائی جاتی تھیں۔ راجستھانی فن مصوری اور مغربی ہند کی مصوری بھی مغل انداز مصوری سے متاثر ہوئی۔

اورنگ زیب کے دور میں فن مصوری کا زوال شروع ہوا۔ جب مغل دربار میں ان کو سرپرستی نہیں ملی تو چھوٹے علاقائی راجاؤں اور امیروں نے انہیں تحفظ دیا اور ان علاقوں میں الگ طرح کی فن مصوری کا فروغ ہوا۔ اس باب میں پہاڑی مصوری اور پٹنہ قلم کے بارے میں ہم خاص طور سے پڑھیں گے۔

پہاڑی مصوری

شمال مغربی ہمالیائی علاقوں کے مختلف پہاڑی صوبوں میں کی جانے والی مصوری پہاڑی مصوری کہلاتی ہے۔ اس

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

آتی ہیں، جنہیں اکثر کاغذ اور کہیں کہیں ہاتھی دانت پر بھی بنایا گیا ہے۔ اس شیلی میں کسی خاص شخصیت، تیوہار، تقریب اور جانداروں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اس شیلی میں برش سے تصویر بنانے اور رنگنے کا کام کیا جاتا تھا۔ اس میں گہرے بھورے رنگ، گہرے لال، ہلکے پیلے اور گہرے نیلے رنگوں کا استعمال کیا گیا ہے۔

موسیقی

عہد سلطنت کی تاریخ نئے تجربوں کا دور تھا۔ اس عہد میں رباب، سارنگی اور نئے آلات موسیقی اور راگ راگنیوں کا تجربہ کیا گیا۔ عہد وسطیٰ کی موسیقی کے بنیاد گزار معروف شاعر، تاریخ داں اور فلسفی امیر خسرو تھے۔ دوسرے صوفیوں نے بھی خوب موسیقی کو آگے بڑھایا۔ یہ اپنی نظموں اور غزلوں کے ذریعہ خدا کی تعریف وتوصیف میں مشغول تھے۔ یہ صفی خانقاہوں میں اپنی غزلیں گاتے تھے اور عقیدت میں جھومتے تھے۔

عہد سلطنت میں غزل اور قوالی معروف تھی۔ غزل کو عربی زبان میں مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے معنی عورتوں سے گفتگو ہے۔ ایک غزل میں کم سے کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ گیارہ اشعار ہوتے ہیں۔ غزل کا مجموعہ دیوان کہلاتا ہے۔ اس وقت کی زیادہ تر غزل آرائش وزیبائش سے بھرپور نظر آتی ہے۔ یہی سبب تھا کہ غزلیں عوام کو بھی پسند تھیں اور صوفیوں کو بھی۔ غزل کے ساتھ ساتھ گائکی کی ایک اور مشہور شیلی (انداز) قوالی بھی تھی۔ قول کا مطلب ہوا کہنا، اور کہنے والا قوال کہلاتا ہے۔ اور یہی گائکی قوالی کے نام سے مشہور ہوئی۔ یعنی غزل کو پہلے عشق مزاجی سمجھا جائے اور اسی کا تعلق جب خدا سے جوڑ دیا جائے تو وہ عقیدت کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے اور قوالی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ کچھ علاقائی حکمراں جیسے جون پور کے سلطان حسین شرقی اور گوالیار کے حکمراں مان سنگھ نے اس فن کو تحفظ دیا۔ سکندر لودھی نے بھی موسیقی کو تحفظ دینے کی روایت کا بڑے پیمانے پر استقبال کیا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

﴿ مشق ﴾

1. آیئے پھر سے یاد کریں :

ا. اردو کی پیدائش کس صدی میں ہوئی؟

(الف) آٹھویں　　(ب) دسویں

(ج) گیارہویں　　(د) بارہویں

۲. اردو کا لفظی معنی کیا ہے؟

(الف) فوجی بیرک　　(ب) گھر

(ج) محل　　(د) دربار

۳. ایرانی سندھو کو کیا کہتے تھے؟

(الف) ہندو　　(ب) ہندی

(ج) ہند　　(د) ہندک

۴. اکبر کے نورتنوں میں ان میں سے کون تھے؟

(الف) عبدالرحیم خان خاناں　　(ب) تلسی داس

(ج) کبیر　　(د) شیرازی

۵. تلسی داس نے کس کتاب کی تخلیق کی؟

(الف) رام چرت مانس　　(ب) میگ دوتم

(ج) ابھگیان شکنتلم　　(د) آنند مٹھ

۶. ان میں سے میتھلی شاعر کون تھے؟

(الف) ودیا پتی　　(ب) چندیشور

(ج) چنتامنی　　(د) وساون

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

9

18ویں صدی میں نئی سیاسی سرگرمیاں

حامد اور پروین کی نگاہیں اچانک اپنے اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے کمرے میں لگے 18ویں صدی کے برصغیر ہندوستان کے نقشے پر گئی۔ اس میں انہیں ہندوستان کئی الگ الگ آزاد صوبوں میں منقسم دکھائی دیا جو ان صوبوں کے الگ الگ ناموں اور علاقوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ اس نقشے میں مغلوں کا بھی ایک علاقہ دکھائی دے رہا تھا جس کے بارے میں پچھلے باب میں وہ بہت کچھ پڑھ چکے تھے۔ نقشہ دیکھ کر ان نئے صوبوں کی نمود اور اس عہد کے حالات کے متعلق کئی سوالات حامد اور پروین کے ذہن میں فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، جنھیں انہوں نے کمرہ جماعت میں استاد کے سامنے رکھا۔

نقشہ: 1 اٹھارہویں صدی کا برصغیر ہند

اگر آپ نقشہ ایک کو دھیان سے دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ 18ویں صدی کے نصف اول میں کئی آزاد صوبوں کی نمود ہوئی جن کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کی سرحد کافی چھوٹی ہو گئی۔ 1707ء میں اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلوں کے کئی صوبے آزاد ہو گئے۔ مغلوں کی مخالفت کرنے والی طاقتوں نے بھی آزاد صوبے بنا لئے۔ اس باب میں ہم اسی صدی کے دوران نمودار ہونے والی نئی سیاسی طاقتوں کے بارے میں پڑھیں گے۔

چوتھے باب میں آپ نے مغل سلطنت کے بارے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بُرہان الملک

مغلوں کی مرکزی حکومت کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر دو افراد مرشد قلی خاں اور علی وردی خاں نے بنگال کو دھیرے دھیرے ایک آزاد صوبے میں تبدیل کر دیا۔ مرشد قلی خاں کو 1700ء میں جب بنگال کا صوبہ دار بنایا گیا تھا اسی وقت سے اس نے صوبے کی مکمل حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینا شروع کر دیا تھا۔ بنگال میں اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لئے سب سے پہلے اس نے آمدنی کے ذرائع اور زمین کی مال گزاری نظام کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ انتظامیہ کے اخراجات کم کئے اور اور زمین داروں کی زمینوں کو صوبہ کی زمین بنا دیا۔ زمین کی مال گزاری وصول کرنیکے لئے اجارہ داری یا ٹھیکے داری نظام کو نافذ کیا۔ غریب کسانوں کی تکلیف دور کرنے اور انہیں محصول دینے کا اہل بنانے کے لئے انہیں "تقاوی قرض" بھی دیے۔ مال گزاری وصولی کے ٹھیکے داری نظام نے کسانوں کے اوپر اقتصادی بوجھ بڑھا دیا تھا۔ اس صوبے میں انتظامیہ کی شکل مغلوں کی طرح ہی رہی اور مذہبی معاملات میں بھی انہیں کی پالیسیوں کو اپنایا گیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کو روزگار اور انتظامیہ میں یکساں مواقع دیے گئے۔ اس طرح ابتدائی حکمرانوں نے بنگال میں سیاسی استحکام پیدا کیا۔

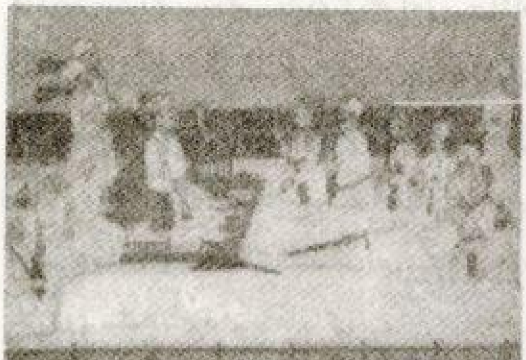

علی وردی خاں کا دربار

حیدر آباد

مغلوں کے زیرنگوں اودھ اور حیدر آباد دو اہم علاقے تھے جہاں بالترتیب برہان الملک اور نظام الملک آصف جاہ نے دو آزاد صوبے قائم کیے۔ ان دونوں صوبوں کے بنیاد گزاروں کا مغل دربار میں کافی اثر تھا لیکن درباری سازشوں سے تنگ آکر انہوں نے اپنے صوبوں کو خود مختار حکومت میں تبدیل کر دیا۔ دونوں صوبوں کے حکمرانوں نے اپنی حکومت کو استحکام دینے کے لئے آمدنی کے ذرائع، زمین کی مال گزاری اور انتظامیہ کو منظم کرنے پر سب سے زیادہ توجہ دی۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

تھے۔ان میں سب سے اہم مراٹھا،سکھ اور جاٹوں کے صوبے تھے۔

مراٹھا صوبہ

ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عظیم مراٹھا تحریک یا بغاوت شروع ہوئی جو اٹھارہویں صدی کے ربع اول تک ہندوستان کی سب سے طاقتور سیاسی اکائی بن کر ابھری۔ مراٹھوں کا عروج اس صدی کا سب سے اہم سیاسی اور سماجی واقعہ تھا جس کی قیادت ہندوستان کی ایک دلچسپ شخصیت شیواجی (1627-1680) نے کی۔مغل بادشاہ اورنگ زیب کے ساتھ شیواجی کی جدوجہد مراٹھواڑہ علاقے کے باشندوں کی سیاسی اولوالعزمی کی علامت تھی۔ یہ مغلوں کے خلاف مقبولیت پر مبنی تھی۔مغلوں کے خلاف عوام کے جذبات کی نمائندگی شیواجی کر رہے تھے۔دکن میں مراٹھا ایک مضبوط، طاقتور، زمیندار اور محب وطن طبقہ تھا۔ یہ طبقہ احمد نگر اور بیجاپور کے صوبوں میں فوجی اور انتظامی خدمات میں شامل تھا۔شروع میں مراٹھوں کے اثرات کو دیکھ کر مغلوں نے بھی ان سے حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی،لیکن شیواجی کے والد شاہ جی بھونسلے نے مغلوں کی حکومت کو دکن میں چیلنج دے کر احمد نگر صوبے میں اپنا اثر ورسوخ کافی بڑھا لیا تھا۔ پھر شاہ جی بھونسلے بیجاپور صوبے کی خدمت میں چلا گیا جہاں اس نے اپنے لئے ایک جاگیر کی تعمیر کی۔پونا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بھی اس نے اپنے اثرات قائم کیے۔حقیقت یہ ہے کہ مراٹھے دکن میں احمد نگر اور بیجاپور کے زیر نگوں رہ کر اپنی آزاد شناخت قائم کرنے کے لئے کوشاں تھے۔شیواجی نے انہیں متحد کر کے ان میں آزاد صوبے کی خواہش پیدا کی۔اس کام میں انہیں سب سے پہلے مراٹھوں کے بڑے زمینداروں اور صوبے داروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ وہ آزاد مراٹھا صوبے کے بجائے بیجاپور اور احمد نگر صوبے میں زمیندار رہنا چاہ رہے تھے۔وہ اپنی اپنی جاگیر میں کافی خود مختار اور خود کفیل تھے۔شیواجی بغیر ان کی حمایت کے آزاد مراٹھا صوبہ قائم نہیں کر سکتے تھے۔

شیواجی کی ابتدائی زندگی

شیواجی کی پیدائش 1627ء میں شاہ جی بھونسلے کے گھر ہوئی۔شیواجی کی ابتدائی زندگی ماں جیجا بائی اور داداجی کون دیو کی زیر نگرانی اور زیر سرپرستی گزری۔ وہ اپنی چھوٹی جاگیر کو فوجی قوت کے ذریعہ بڑھانا چاہتا تھا۔اس کے تحت اٹھارہ سال کی عمر میں اس نے پونا کے نزدیک رائے گڑھ، کونکن اور تورن کے قلعوں پر قبضہ کر کے اپنی سیاسی اولوالعزمی کا اظہار کیا۔اس وقت

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

لیا۔اب اس کا خاندان پورے مراٹھے علاقے میں سب سے معزز ہوگیا۔اس بنیاد پر اس نے روایتی مراٹھا خاندان میں شادی کی۔اس سے اس کی سیاسی قوت میں اضافہ ہوا۔اب اس نے ایک باغی کے بجائے بادشاہ یا حکمراں کی حیثیت سے خود کو دکن کے سلطانوں کے سامنے پیش کیا۔

شیواجی کو کولی، کنبی اور دیگر پسماندہ طبقات کی حمایت بڑے پیمانے پر حاصل ہوئی تھی۔ان طبقات نے سماج میں اپنی حیثیت بڑھانے اور زمین پر اپنے حقوق دائمی بنانے کے مقصد سے شیواجی کی حمایت کی تھی۔اس علاقے کے دیگر لوگوں کی بھی حمایت شیواجی کو اس لئے ملی تھی کہ وہ لوگ مغلوں کو باہری سمجھتے تھے۔انہیں بادشاہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے اور نہ کسی طرح کا ٹیکس ادا کرنے پر راضی تھے۔وہ مغلوں کے ذریعہ بیجاپور اور احمد نگر صوبوں کے ساتھ اپنائے گئے ہتک آمیز رویے کے سبب بھی ان کی مخالفت کر رہے تھے۔اس صورت حال میں شیواجی نے جب مغل حکمرانوں کے خلاف لڑائی شروع کی تو فطری طور پر اسے عوام کی حمایت بڑے پیمانے پر حاصل ہوئی۔مراٹھوں میں کسان طبقہ (کولی، کنبی) اور دلت طبقہ کو ایک ساتھ مضبوط سماجی اتحاد میں منتقل کرنے کی کوشش بھی شیواجی نے کی۔اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا صوبہ دکن میں مغلوں کی مخالفت کی عوامی خواہشات کی نمائندگی کر رہا تھا۔اس کی حکومت عوامی جذبات اور عوامی مقبولیت پر مبنی تھی۔

شیواجی کا انتظامی طریقہ

شیواجی کے صوبے کا نقشہ

شیواجی نے اپنے صوبے میں جو انتظامی طرز قائم کیا تھا وہ اس علاقے کے دیگر صوبوں کے مطابق ہی تھا۔اس انتظامیہ کا مرکز بادشاہ تھا۔اس کو تعاون دینے کے لئے آٹھ وزرا کی ایک جماعت تھی۔ جسے "آشٹھ پردھان" کہتے تھے۔

(1) **پیشوا**-وزیر اعظم-شعبہ انتظامیہ اور اقتصادیات کا صدر-بادشاہ کے بعد سب سے طاقتور افسر جو عوامی مفا کا خیال رکھتا تھا۔

(2) **سر نوبت**-سپہ سالار-فوجیوں کی بحالی، گھوڑا اور دیگر فوجی ساز وسامان کی دیکھ بھال کرنا تھا۔

(3) **مجمدار**-محتسب-اس کا کام صوبے کی آمد وخرچ سے جڑے معاملات کا حساب کتاب تیار کرنا ہوتا تھا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بہت زیادہ علاقوں تک کر لی۔ مغلوں کے کئی حکمراں بعد میں پیشواؤں کے زیر اقتدار ہی کام کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ پیشوا نے پورے مراٹھے صوبے کو پانچ خاندانوں میں الگ الگ تقسیم کر کے حکومت کی ذمہ داری سونپ دی۔ اس تقسیم کی بنیاد چوتھ اور سردیش مکھی کی کامیاب وصولی تھی۔ پونا کے آس پاس کا علاقہ پیشواؤں کے ماتحت، گوالیار کا علاقہ، سندھیا کے پاس، اندور کا علاقہ، ہولکر کے پاس، وڈربھ کا علاقہ گائکواڑ کے پاس اور ناگپور کا علاقہ بھونسلے کے ماتحت رکھا گیا۔ ان سبھوں کا اصولی سربراہ پیشوا ہوتا تھا اور اسے ملا کر مراٹھا تنظیم کہا جاتا تھا۔ مراٹھوں کی اس تقسیم اور تنظیم نے پیشوا کے ماتحت اسے بھارت کا سب سے طاقتور صوبہ بنا دیا۔ لیکن شمال مغربی ہندوستان میں اپنی سیاسی خواہشات کی تکمیل کے لئے افغان سردار احمد شاہ ابدالی کے ساتھ 1761 میں ہونے والی پانی پت کی تیسری جنگ میں مراٹھوں کی شکست کے بعد اس کی قوت بہت کمزور ہو گئی۔ اس نے مراٹھوں کے عروج پر روک لگا دی۔

چوتھ

مراٹھوں کے ذریعہ پڑوسی صوبائی علاقوں پر حملہ نہیں کئے جانے کے بدلے میں لیا گیا ٹیکس۔ یہ پیداوار کا 25 فیصد ہوتا تھا۔

سردیش مکھی

مراٹھوں کے بڑے زمیندار خاندانوں سردیش مکھوں کے ذریعہ لوگوں کے مفاد کے تحفظ کے بدلے ان سے لیا گیا ٹیکس۔ یہ پیداوار کا 9 سے 10 فیصد ہوتا تھا۔

جاٹ صوبہ

مراٹھوں کی طرح ہی جاٹ نام کی ایک کسان جماعت نے سترہویں اٹھارہویں صدی میں مغلوں سے جدوجہد کے بعد اپنا ایک آزاد صوبہ قائم کر لیا جس کا مرکز مغربی راجستھان تھا۔ اورنگ زیب کے خلاف سب سے طاقتور اور پہلی زرعی بغاوت انہیں لوگوں کی تھی۔ اس طبقہ میں زیادہ کاشت کار تھے۔ کچھ ہی زمیندار تھے۔ ان کے درمیان بھائی چارہ اور انصاف کے شدید جذبات تھے جنہوں نے انہیں متحد کر رکھا تھا۔ ویسے تو جاٹوں کی بغاوت زمینداروں کی قیادت میں ہونے والی زرعی بغاوت تھی لیکن اسی بنیاد پر 1860 تک ان کا دبدبہ دلی اور آگرہ کے علاقوں پر قائم رہا۔ اسی اثر اور دبدبہ کے نتیجے میں بھرت پور میں چوڑامن اور بدن سنگھ کی قیادت میں جاٹ صوبہ قائم ہوا۔ اس کو مکمل فروغ سورج مل (1763-1756) کی قیادت

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

میں سیاسی اور انتظامی بکھراؤ کی علامت تھی۔ لوگوں کے سامنے کئی صوبے ابھر کر آ گئے تھے۔ یہ سبھی اپنے صوبے کو بڑھانے اور دوسروں سے طاقتور بننے کے لئے آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی حکومت کا خرچ چلانے کے لئے محصول اور اصلاحی انتظامیہ میں ٹھیکے داری طریقہ کار شروع کر دیا۔ چونکہ ان کا زیر حکومت علاقہ چھوٹا تھا، اس لئے ان کی آمدنی خرچ کے مطابق نہیں ہو پاتی تھی۔ اس لئے محصول اراضی کی وصولی میں انہوں نے اس طریقہ کو اپنایا جس کے نتیجے میں کسانوں کا استحصال مزید بڑھ گیا۔ سیاسی بدامنی کے اس ماحول میں تجارت، معاشیات، دست کاری اور زراعت کی ترقی امید کے مطابق نہیں ہو سکی۔ اس وقت کا حکمراں طبقات آپسی لڑائی اور عیش و آرام کی زندگی میں اپنا پیسہ خرچ کر رہے تھے۔ ہندوستان اور عالمی سطح پر سیاسی تبدیلیوں اور انقلابات سے وہ بے خبر تھے۔ اس وقت وہ ہندوستان میں موجود انگریز تاجروں کے اصل مقصد کو نہیں سمجھ سکے۔

سیاسی بکھراؤ کے اس دور میں انگریزوں نے دھیرے دھیرے خود کو ایک سیاسی قوت کے روپ میں یہاں قائم کرنا شروع کیا۔ علاقائی صوبوں کے عوام اور حکمرانوں کے جذبات صرف اپنے علاقوں سے وابستہ تھے، اس لئے انگریزوں کے بڑھتے قدم کو وہ روک نہ سکے۔ جب تک وہ انگریزوں کے اصل مقصد سے واقف ہوتے، انگریز انہیں اپنا غلام بنا چکے تھے۔ یہاں ہندوستان میں علاقائیت کے جذبات کمزور ہونے لگے اور کئی سطحوں پر اپنے ایک یکساں دشمن (انگریز) کی مخالفت شروع ہو گئی۔ 1857 کی بغاوت اس مخالفت کی ایک نمایاں شکل تھی۔ اگرچہ اس کے وجوہات الگ تھے پھر بھی اس میں شامل لوگوں کا واحد مقصد تھا انگریزی سرکار کو ملک سے باہر بھگانا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

(iii)	نظام الملک	جاٹ
(iv)	سورج مل	حیدرآباد
(v)	1707ء	محصول اراضی انتظامیہ

7 آیئے غور کریں

(i) اودھ اور بنگال کے نوابوں نے جاگیرداری سسٹم کو ختم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی ؟

(ii) شیواجی نے اپنے صوبے میں کیسا انتظامی طریقہ قائم کیا تھا ؟

(iii) شیواجی کی قیادت میں مراٹھا صوبے کا فروغ کیوں ہوا ؟

(iv) ہندوستانی تاریخ پر مغل حکومت کی کمزوری کا کیا اثر پڑا ؟

(v) اٹھارہویں صدی میں نمودار ہونے والے صوبوں کے درمیان کیا یکسانیت تھی ؟

8 آیئے کر کے دیکھیں

(i) شیواجی اور اورنگ زیب کے تعلقات کے بارے میں رائج کہانیاں اپنے ہم جماعت دوستوں کو سنائیں۔

یا

شیواجی کے بارے میں عام لوگوں کے درمیان کون سی روایت مشہور ہے ؟

(ii) گروگوبند سنگھ کی موت سے وابستہ واقعہ کا پتہ لگائیں۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

بعد انہوں نے پٹنہ کالج کے شعبہ تاریخ میں درس و تدریس کو اپنا شیوہ بنایا۔ وہ آگے چل کر 1923ء میں شعبہ تاریخ کے صدر بھی ہوئے۔ 1926ء میں سبک دوش ہونے کے بعد بھی وہ مسلسل تحقیقی کاموں میں لگے رہے۔

شخصیت

پٹنہ کالج

سر یدوناتھ وقت کے بہت پابند تھے اور ریسرچ اسکالروں کو تمام سہولیات فراہم کرتے تھے۔ انہیں قومی تحریک اور اس سے جڑے انقلابیوں اور ان کے لیڈروں سے کافی ہمدردی اور محبت تھی۔ انقلابی گروہ کے لوگوں کے گھر اکثر آنا جانا ہوتا تھا، جس کے سبب انگریزی حکومت انہیں ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھا کرتی تھی۔ پروفیسر سرکار کئی اداروں اور شعبوں کے رکن بھی رہے۔ انہیں ڈھاکہ اور پٹنہ یونیورسٹی سے ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری بھی ملی۔ اس کے علاوہ ان کے کلکتہ واقع مکان کو ٹی بی اسپتال کے لئے وقف کر دیا گیا تھا، لیکن کسی وجہ سے اسپتال نہیں بنا۔ اب وہاں اس وقت کے وزیر تعلیم جناب نورالحسن کی کوششوں سے سوشل سائنس کی تعلیم کے لئے مرکز قائم کیا گیا ہے۔

تاریخ داں کی شکل میں سر یدوناتھ سرکار کی زندگی تاریخ کے لئے وقف رہی۔ انہوں نے مغل عہد سے متعلق اورنگ زیب، شیواجی اور مغل حکومت کے زوال پر نہ صرف ٹھوس تحقیقی کام کیا ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ پرانے ادب پارے اور دستاویزاتی حقائق کو تلاش کا بھی اہم کام انجام دیا ہے۔ انہوں نے کسی ثبوت کو اس وقت تک صحیح اور صحت مند نہیں تسلیم کیا جب تک کہ اس کا گہرا مطالعہ نہ کر لیا۔ اس کام کے لئے سر یدوناتھ نے کئی زبانوں کا عمیق مطالعہ کیا تھا۔ وہ بڑھاپے میں بھی بہت ترتیب اور ذمہ داری کے ساتھ کام کرتے تھے تا کہ اپنی تحریروں کو نامکمل نہ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ خوش قسمتی سے انہوں نے اپنا کوئی بھی کام ادھورا نہیں چھوڑا۔

انہوں نے اپنی تاریخ نگاری کے خاص موضوع کے طور پر اورنگ زیب کو منتخب کیا۔ حالانکہ ابتدا میں ان کا رجحان 1857ء کے غدر کی طرف تھا۔ کئی انگریز تاریخ داں فارسی تحریروں کی بنیاد پر ہندو مسلم تاریخ پر بہت کچھ لکھ چکے

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بنیادی ذرائع کے تقابلی مطالعہ کو اپنی تاریخ نویسی کا مقصد بنانے میں یدوناتھ نے اہم کردار نبھایا۔ یہی وجہ ہے کہ جدید ہندوستان میں نئی تاریخ نویسی کا انہیں موجد بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے تنقیدی اور تبصراتی انداز نظر سے تاریخ کا جائزہ لیا۔ انہوں نے تاریخ نویسی کے دوران موجودہ اور بنیادی دستاویزات کو اہم مانا۔ ان کا اصول تھا کہ بغیر دستاویزات اور ثبوت کے تاریخ نہیں لکھی جاسکتی۔ وہ تاریخ نویسی کے لئے جغرافیہ کی واقفیت کو لازمی قرار دیتے تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ تاریخ نویسی میں سائنس کی طرح معروضیت نہیں آسکتی لیکن اس کے باوجود تاریخ نویسوں کو سائنسی اصولوں کو اپنانا چاہئے اور حقیقت کی بنیاد پر صورت حال کو ہو بہو پیش کرنا چاہئے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں غیر جانبداری کا ثبوت پیش کیا اور دوسروں کو بھی اس کے لئے تیار کرنے کا کام کیا۔

سر یدوناتھ تاریخ نویسوں کی اس نسل سے تعلق رکھتے تھے جو تاریخ میں شخصیات کے کردار اور حکمراں طبقے کے طور اطوار کو بنیاد بناتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنی تحریروں میں کہیں اقتصادی، سماجی حالات اور ان کے اثرات کو اپنی تحقیق کی بنیاد نہیں بنایا۔ سر یدوناتھ کے نظریات اور ان کے ذریعہ پیش کئے گئے جائزے کو آج کی تاریخ نویسوں کے ذریعہ پرکھا جارہا ہے۔ مختصر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بنیادی ذرائع اور ثبوتوں کے مطالعہ اور تاریخ نویسی کو پرانے دور سے نئے دور میں لانے میں ان کا بہت عظیم کارنامہ ہے۔ اور وہ اپنے اس کارنامے کے لئے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔

پروفیسر سید حسن عسکری (1901-1990)

عسکری صاحب

پروفیسر سید حسن عسکری بہت ہی سادہ مزاج تاریخ داں تھے۔ ان کی سادگی وسعت نظری اور وسعت قلبی نے انہیں زندگی میں ہی مقبول و معروف بنادیا۔ ان کی زندگی سے جڑے مختلف واقعات، تحقیق و مطالعہ سے حد درجہ رغبت اور تاریخ نویسی کے تئیں Devotion نے انہیں عظمت کے مقام پر پہنچادیا۔ عسکری صاحب کبھی کسی عہدے یا اعزاز اور شہرت کے پیچھے نہیں بھاگے۔ وہ ہمیشہ ایک بے نیاز دانشور کی طرح عہد وسطیٰ کی تاریخ سے معلق اہم دستاویزوں اور مخطوطات کی تلاش و جستجو میں مصروف رہے۔ یہی سبب ہے کہ انہوں نے ہمیشہ نئی کھوج اور تحقیق کو منظر عام پر لانے میں کامیابی حاصل کی۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

لکھا، لیکن کچھ تحریریں اردو میں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی تاریخ نویسی کو وقف کردی اور تقریباً 150 معیاری مقالات تحریر کئے۔ عسکری صاحب نے کبھی مالی فائدے کے لئے قلم نہیں اٹھایا۔ عہدِ وسطیٰ (ہندوستان) پر غور و فکر اور تحقیق ان کی عادت سی بن چکی تھی۔ اس میدان کے ریسرچ اسکالروں کے لئے وہ ایک ایسا مینارہ تھے جس سے وہ ہمیشہ روشنی حاصل کر تے رہتے تھے۔ پٹنہ کے عہدِ وسطیٰ بہار سے متعلق کسی گلی کوچہ، مندر مسجد وغیرہ کی جانکاری وہ فوراً مہیا کر دیتے تھے۔

تحقیقی کام

موجودہ ذرائع کی بنیاد پر پیش کی گئی معلومات کی نئی، منطقی اور ترتیب وار مضمون کی تیاری جب کسی اسکالر کے ذریعہ کی جاتی ہے تو اسے اس موضوع سے متعلق ریسرچ کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عسکری کاشی پرشاد جیسوال مرکز تحقیق کے ڈائرکٹر اور خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری کے انتظامیہ کے ممبر تھے۔ وہ کئی رسالوں کی مجلس ادارت میں بھی شامل تھے۔ ان کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے برطانوی حکومت نے انہیں "خاں صاحب" کا خطاب دیا تھا۔ پروفیسر عسکری کو پٹنہ اور مگدھ یونیورسٹی نے ڈی لٹ کی اعزازی سند بھی دی تھی۔ ان کی خدمات کی بدولت پٹنہ کے شہریوں نے انہیں "بہار رتن" کے طور پر یاد کیا۔ اور حکومت ہند نے انہیں پدم شری ایوارڈ سے نوازا۔ ہندوستانی تاریخ کانگریس نے بھی سائنس اور غیر جانبدار تاریخ نویسی کے لئے بطور خاص انہیں اعزاز دیا۔ انہیں ہندوستان کے تین تین صدر جمہوریہ سے اعزاز حاصل کرنے کا فخر حاصل ہے۔

مؤرخ کی حیثیت سے پروفیسر عسکری کا اہم کارنامہ نئے ذرائع کی تلاش اور انہیں متعارف کرانا تھا۔ انہوں نے انگریزی اور اردو زبانوں میں 200 سے زیادہ مضامین لکھے جو مختلف ریسرچ میگزین میں شائع ہوئے۔ انہیں بعد میں یکجا کر کے انگریزی میں پانچ حصوں میں اور اردو میں ایک جلد میں خدابخش لائبریری نے شائع کیا۔ ایک کتاب **History of BiharComprehensive** بہار اردو اکادمی نے بھی شائع کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے دو اور کتابوں کو بھی ترتیب دیا **Comprehensive History of Bihar** میں ان کے معاون مدیر پروفیسر قیام الدین احمد تھے۔ ان میں اقبال نامہ اور شاہ نامہ منور کلاں شامل ہیں۔ دونوں کتابیں فارسی کتابوں سے متعلق ہیں۔

ڈاکٹر عسکری روایتی تاریخ نویسی سے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے خاص طور سے سیاسی تاریخ اور تہذیبی تاریخ

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

وَندے ماترم

سُجلام سُفلام مَلَیج شیتلام،

شسیئے۔شیام لام مَاترَم

وَندے مَاترم!!

شُوبھر۔جیوتسنا۔پُلکِت۔یا مینیم،

پھُلّ۔کوسُومِت۔دُرم دَل۔شُوبھینیم

سُوہاسنیم،سومدھُر بھاشنیم،

سُوکھدَام،وَردام،مَاترَم!!

وَندے مَاترَم!!

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)